تفسیرِ فیض الفرید کا منہج و خصوصیات :ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Methodology and Distinctive Features of Tafsir Fayḍ al-Farīd: An Analytical Study

Mr. Adam Said
PhD Research Scholar, Islamic Studies
SBB University Sheringal, Dir Upper KP (PAK)
Dr. Ilyas Ahmad
Lecturer, Islamic Studies
SBB University Sheringal, Dir Upper KP (PAK)

Abstract

Tafsīr Faiz al-Farīd ,authored by Maulana Ghulam Muhammad Sadiq, represents a paramount contribution to Pashto Qur'anic exegesis, playing a crucial role in disseminating religious knowledge within the Pashtun region. Employing a qualitative and analytical research methodology, this paper comprehensively critically evaluates the exegetical methodology, foundational sources, and salient characteristics of *Faiz al-Farīd* .The study reveals that the commentator systematically integrates transmitted traditions) *ma'thūr*—(including Qur'an-by-Qur'an explanation, Hadith, and reports of the Companions—with rigorous linguistic, grammatical, legal, and biographical) *sīrah* (analysis. Furthermore, this research highlights how Maulana Sadiq bridges classical scholarship with contemporary needs by prioritizing social reform, moral instruction, theological rectitude, and the refutation of un-Islamic practices. Special attention is also paid to his structural analysis of Qur'anic coherence, chapter virtues, and critical evaluation of weak narratives. Ultimately, this article asserts that *Faiz al-Farīd* should not be appraised merely as a regional-language commentary, but as a robust intellectual and pedagogical bridge connecting classical Islamic scholarship with the socio-religious realities of modern Pashto-speaking society.

Keywords : Exegetical Methodology, Faiz al-Farīd, Ghulam Muhammad Sadiq, Pashto Tafsir, Qur'anic Coherence, Reformative Interpretation, Social Reform

خلاصہ

تفسیرِ فیض الفرید مولانا غلام محمد صادق کی ایک مفصل پشتو تفسیر ہے، جس میں قرآنی آیات کی توضیح کے لیے قرآن بالقرآن، حدیثِ نبوی، آثارِ صحابہ و تابعین، لغت و نحو، فقہی استنباط، سیرت اور اصلاحی و تربیتی نکات سے وسیع

استفادہ کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر تحقیقی آرٹیکل میں کیفیاتی اور تحلیلی روش کو اختیار کرتے ہوئے اس تفسیر کے بنیادی منہج، مصادر اور امتیازی خصوصیات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ فیض الفرید کا بنیادی مزاج نصوص سے وابستگی کے ساتھ عملی ہدایت، اخلاقی تربیت اور معاشرتی اصلاح کو جمع کرنا ہے۔ اس میں ربطِ آیات و سُوَر، فضائلِ سُوَر، لغوی و نحوی تحقیق، روایات کی تنقید اور عام قاری تک قرآن کا پیغام پہنچانا نمایاں خصوصیات ہیں۔ یہ مقالہ یہ موقف پیش کرتا ہے کہ فیض الفرید کو محض ایک علاقائی زبان کی تفسیر کے بجائے روایتی اسلامی علوم اور عصرِ حاضر کے پشتو دان معاشرے کے درمیان ایک اہم علمی و دعوتی پل کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

مقدمہ:

قرآنِ مجید کی تفسیر اسلامی علمی روایت کے بنیادی علوم میں شامل ہے۔ مفسر کا کام صرف لغوی معنی بیان کرنا نہیں بلکہ مرادِ الٰہی، احکام، حکمتوں اور ہدایات کو انسانی استطاعت کے مطابق واضح کرنا بھی ہے[1]۔ اسی لیے قدیم اصولیین نے تفسیر کے دائرے میں لغت، نحو، قراءت، احکام اور سیاق و سباق کو شامل کیا ہے[2]۔ تفسیر فیض الفرید اسی وسیع علمی روایت میں ایک ایسی پشتو تفسیر ہے جو کلاسیکی علوم کو مقامی زبان اور اصلاحی اسلوب میں منتقل کرتی ہے[3]۔

برصغیر کی تفسیری روایت صرف عربی اور فارسی تک محدود نہیں رہی بلکہ اردو، پشتو، سندھی اور دوسری علاقائی زبانوں میں بھی قرآن فہمی کا قابلِ قدر ذخیرہ وجود میں آیا[4]۔ تفسیر فیض الفرید کی اہمیت اس لیے دوہری ہے کہ ایک طرف یہ پشتو زبان کے قاری کو وسیع تفسیری ذخیرے سے جوڑتی ہے۔ [5] اور دوسری طرف اس کے مصنفؒ نے طویل تدریسی تجربے کو تصنیفی قالب میں منتقل کیا[6]۔

مولانا غلام محمد صادقؒ نے دینی علوم کی رسمی تکمیل کے بعد تدریس، خطابت، دعوت اور تفسیر کو اپنی عملی زندگی کا محور بنایا[7]۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے1974 ء میں فراغت اور بعد ازاں طویل عرصہ درسِ قرآن سے وابستگی نے ان کے تفسیری ذوق کو گہرا کیا[8]۔ ان کی علمی شخصیت میں حدیث، فقہ، تفسیر، سیرت اور معاشرتی اصلاح کا امتزاج نمایاں تھا[9]۔

تفسیر فیض الفرید نو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور دستیاب تحقیقی مواد اسے تقریباً 7577 صفحات کی مفصل تفسیر قرار دیتا ہے[10]۔ یہ ضخامت بذاتِ خود علمی قدر کا واحد معیار نہیں[11]، تاہم اس سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ مصنفؒ نے اجمالی ترجمے سے آگے بڑھ کر متعدد علوم اور عملی موضوعات کو تفسیری مباحث میں شامل کیا[12]۔

مصنفؒ کا علمی پس منظر:

مولانا غلام محمد صادقؒ کا تعلق ایک مذہبی و روایتی ماحول سے تھا[13]۔ ابتدائی قرآنی تعلیم کے بعد انہوں نے درسِ نظامی کی مختلف کتب متعدد اساتذہ سے پڑھیں [14] اور بعد ازاں جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کی۔ حدیث، فقہ اور تفسیر میں اس تربیت نے ان کے منہج میں روایت سے مضبوط وابستگی پیدا کی۔

ان کے اساتذہ میں ایسے اہلِ علم شامل تھے جو حدیث، فقہ، تفسیر اور روحانی تربیت میں معروف تھے۔ خصوصاً شیخ القرآن مولانا عبد الہادی شاہ منصوریؒ سے قرآنی تدبر اور مفتی محمد فریدؒ سے علمی و روحانی تعلق نے ان کی شخصیت پر اثر ڈالا۔ یہی وجہ ہے کہ فیض الفرید میں علمی بحث اور اصلاحِ باطن کے مضامین ایک دوسرے سے منقطع نہیں ہوتے۔

مصنفؒ نے روایتی دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم سے بھی تعلق قائم رکھا اور1993 ء میں جامعہ پشاور سے ایم اے اسلامیات کیا۔ اس سے ان کے علمی افق میں مدرسہ اور جدید جامعہ، دونوں ماحول کی واقفیت پیدا ہوئی۔ اگرچہ ان کا پی ایچ ڈی منصوبہ مکمل نہ ہو سکا، لیکن ان کی تدریسی و تصنیفی زندگی نے انہیں مستقل محققانہ تجربہ فراہم کیا۔

ان کی تفسیری شخصیت کی تشکیل میں تقریباً چالیس سالہ درسِ قرآن کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ قریب بیس سال جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ اور مزید بیس سال مرکزی جامع مسجد چارسدہ میں درسِ تفسیر نے انہیں مختلف علمی سطحوں کے مخاطبین کے سوالات اور ضرورتوں سے براہِ راست آشنا رکھا۔ یہی عملی تجربہ فیض الفرید کی عام فہمی اور تربیتی اسلوب کی بنیاد بنا۔

فیض الفرید کا تعارف اور تدوینی پس منظر:

فیض الفرید فی تفسیر القرآن المجید یوسف زئی پشتو میں لکھی گئی ایک مفصل تفسیر ہے۔ اس کے نام میں مصنفؒ کی اپنے شیخ مفتی محمد فریدؒ سے علمی و روحانی نسبت بھی جھلکتی ہے۔ اس طرح عنوان خود مصنفؒ کے علمی سلسلے اور شیخ سے تعلق کا مظہر بن جاتا ہے۔

اس تفسیری کام کا آغاز ایک رسالے کے ذریعے عام قارئین تک قرآن کے علوم پہنچانے کی کوشش سے ہوا۔ بعد میں یہ سلسلہ مستقل اور مفصل تفسیر کی شکل اختیار کرتا گیا۔ مولانا عبد الرؤف شاکر نے درس کو تحریری شکل دینے میں اہم کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں فیض الفرید میں تقریری

سلاست اور تحریری تنظیم دونوں خصوصیات جمع ہو گئیں۔

مصنفؒ کی بنیادی خواہش یہ تھی کہ قرآن فہمی مدرسے کے محدود حلقے تک نہ رہے بلکہ عام لوگ بھی اپنی زبان میں اس سے مستفید ہوں۔ یہی مقصد تفسیر کے اسلوب، مثالوں، اصلاحی نکات اور مقامی لسانی تعبیرات میں نمایاں رہتا ہے۔ تفسیر فیض الفرید کی عام فہمی اتفاقی نہیں بلکہ ایک شعوری دعوتی ترجیح ہے۔

بنیادی منہج تفسیر:

تفسیر فیض الفرید کا منہج مرکب اور جامع نوعیت رکھتا ہے۔ مصنفؒ قرآن بالقرآن، حدیث، آثار، لغت، فقہ، تاریخ اور اصلاحی استنباط کو باہم مربوط کرتے ہیں۔ اس وجہ سے اسے صرف تفسیر بالمأثور یا صرف تفسیر بالرائے کے ایک خانہ میں محدود کرنا مناسب نہیں؛ بلکہ یہ ماثور بنیاد پر محمود اجتہادی توضیح کی ایک مثال نظر آتی ہے[15]۔

تفسیر القرآن بالقرآن مصنفؒ کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ سورۂ فاتحہ میں انعام یافتہ لوگوں کی تعیین کو دوسری قرآنی آیت سے واضح کرنا اس کی مثال ہے[16]۔ اس طرز میں قرآن کے اجمال کو قرآن کی دوسری نص سے تفصیل ملتی ہے اور خارجی تاویل کی ضرورت کم ہوتی ہے۔[17]

حدیثِ نبوی ﷺ تفسیر فیض الفرید کا ایک مرکزی ماخذ ہے[18]۔ مصنفؒ نے صحاحِ ستہ، مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح اور مؤطا امام مالکؒ جیسے مجموعوں سے استفادہ کیا[19]۔ حدیث کا استعمال صرف فضائل کے لیے نہیں بلکہ مفہومِ آیت، سیرت، فقہی حکم اور اعتقادی مسئلے کی توضیح میں بھی کیا گیا ہے[20]۔

آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ سے استفادہ بھی اس کے منہج کا اہم حصہ ہے[21]۔ صحابہ کرامؓ نزولِ قرآن کے اولین مخاطب تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تشریح براہِ راست دیکھی[22]، اس لیے ان کے اقوال کو مفسر تفہیمِ قرآن میں وزنی ماخذ کے طور پر لیتے ہیں[23]۔

لغوی، صرفی اور نحوی اسلوب:

تفسیر فیض الفرید میں قرآنی الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق کو نمایاں مقام حاصل ہے[24]۔ مصنفؒ لفظ کے مادہ، صرفی ساخت اور نحوی محل کی وضاحت کے ذریعے قاری کو اصل مفہوم تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں[25]۔ اس پہلو سے تفسیر صرف ترجمہ نہیں رہتی بلکہ زبانِ قرآن کے تعارف کا ذریعہ بھی بنتی ہے[26]۔

لغوی تحقیق کا مقصد محض علمی پیچیدگی پیدا کرنا نہیں بلکہ معنی کو واضح کرنا ہے۔[27] اس لیے دقیق نحوی بحث کے بعد بھی عمومی مفہوم اور عملی نتیجہ بیان کیا جاتا ہے[28]۔ یہی وصف تفسیر فیض الفرید کو ایک تدریسی تفسیر بناتا ہے جس میں فنی بحث قاری کی رہنمائی کے تابع رہتی ہے[29]۔

شعر و ادب سے استشہاد بھی اس تفسیر کے اسلوب کا حصہ ہے[30]۔ پشتو، فارسی، عربی اور اردو اشعار کو مفہوم کی توضیح، اخلاقی تاثیر اور ادبی حسن کے لیے استعمال کیا گیا ہے[31]۔ اس سے تفسیر مقامی تہذیبی ذوق سے ہم آہنگ ہوتی ہے اور بعض مجرد معانی زیادہ مؤثر انداز میں قاری تک پہنچتے ہیں[32]۔

ربطِ آیات و سُوَر اور نظمِ قرآن:

مصنفؒ آیات اور سورتوں کے باہمی ربط کو اہمیت دیتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ میں ہدایت کی دعا اور سورۂ بقرہ کے آغاز میں کتابِ ہدایت کے تعارف کے درمیان تعلق واضح کرنا اس منہج کی معروف مثال ہے[33]۔ اس طرز سے قرآن ایک مربوط خطاب کے طور پر سامنے آتا ہے۔

ربطِ سُوَر کے ساتھ فضائلِ سُوَر کا بیان بھی قاری کے روحانی تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ سورۂ بقرہ کے فضائل، آیۃ الکرسی کی عظمت اور تلاوت کے آثار کا ذکر اس علمی و تربیتی امتزاج کی مثال ہے۔

فقہی و اعتقادی منہج:

فقہی مباحث میں مصنفؒ قرآن کے احکام کو عبادات، معاملات اور معاشرتی زندگی سے جوڑتے ہیں۔ حقوق العباد، معاشرت، ریاست اور اجتماعی نظم جیسے موضوعات اس بات کی علامت ہیں کہ ان کے نزدیک قرآن ایک مکمل رہنما کتاب ہے۔ تاہم تفسیر فیض الفرید کو مکمل تقابلی فقہی تفسیر قرار دینا احتیاط کے خلاف ہوگا۔

اعتقادی مباحث میں توحید، رسالت، ختمِ نبوت اور اہلِ کتاب کے بعض نظریات کا جائزہ نقلی و عقلی دونوں انداز سے لیا جاتا ہے۔ سورۂ آلِ عمران کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشریت اور اللہ تعالیٰ کی حیات و قیومیت سے استدلال اس منہج کی مثال ہے۔

واقعۂ معراج کے بیان میں جمہور اہلِ سنت کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے بعض روایات کے اتصال اور راویوں کے زمانی تعلق پر بھی گفتگو ملتی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مصنفؒ کے ہاں روایت ہر حال میں بلا نقد قبول نہیں کی جاتی۔

سیرت، قصص اور اصلاحی منہج:

سیرتِ نبوی ﷺ تفسیر فیض الفرید میں قرآنی آیات کے تاریخی و عملی پس منظر کو سمجھنے کا اہم ذریعہ ہے[34]۔ واقعہ معراج، غزوۂ اُحد اور غزوۂ حنین [35] جیسے واقعات کو صرف تاریخی تفصیل کے طور پر نہیں بلکہ ایمان، اطاعت، توکل، نظم اور اخلاقی تربیت کے دروس کے طور پر پیش کیا جاتا ہے[36]۔

قصصِ قرآن کے بیان میں بھی مقصد تاریخ نویسی سے زیادہ عبرت و تذکیر ہے[37]۔ انبیاء کرامؑ اور سابق اقوام کے واقعات سے اخلاقی اصول، دعوتی بصیرت اور اجتماعی نتائج اخذ کیے جاتے ہیں[38]۔ یہی طرز تفسیر فیض الفرید کو اصلاحی تفسیر کے قریب لے آتا ہے۔

غزوۂ حنین کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تفسیر فیض الفرید اخلاقی تربیت اور توکل پر زور دیتی ہے[39]، جبکہ روح المعانی لغوی و کلامی، المنار اجتماعی اصلاح اور فی ظلال القرآن روحانی و دعوتی زاویوں کو زیادہ نمایاں کرتی ہیں۔ یہ فرق ہر تفسیر کے بنیادی مخاطب اور فکری ترجیح کی علامت ہے[40]۔

مصادر و مراجع:

تفسیر فیض الفرید کے مصادر میں قدیم اور جدید دونوں تفسیری روایتیں شامل ہیں[41]۔ مصنفؒ نے تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، روح المعانی اور دیگر معروف تفاسیر سے استفادہ کیا[42]۔ یہ تنوع اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا منہج ایک ہی تفسیر کی نقل نہیں بلکہ مختلف علمی ذخائر سے انتخاب پر قائم ہے[43]۔

حدیثی مصادر میں صحاحِ ستہ، مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح اور مؤطا امام مالک جیسے مجموعے شامل ہیں[44]۔ علوم القرآن میں شاہ ولیؒ اللہ کی الفوز الکبیر، شمس الحق افغانیؒ کی علوم القرآن[45] اور دیگر معتبر تصانیف سے بھی استفادہ کیا گیا[46]۔ ترجمہ کے باب میں عمومی طور پر شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ترجمے [47] اور بعض مواقع پر مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیان القرآن سے استفادہ مصنفؒ کے علمی توازن کی علامت ہے[48]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سابق علمی روایت سے استفادہ کرتے ہوئے مقامی پشتو تعبیر کو اپنی شناخت بنایا[49]

کلاسیکی و جدید تفاسیر سے تقابلی جائزہ:

تفسیر ابن کثیرؒ اور تفسیر فیض الفرید میں ماثور مواد سے وابستگی قدرِ مشترک ہے[50]، لیکن تفسیر فیض الفرید کا مخاطب پشتو خواں عام قاری اور طلبہ بھی ہیں، اس لیے اس میں وعظ، اخلاق اور عملی تطبیق نسبتاً زیادہ نمایاں ہے[51]۔ ابن کثیرؒ کی روایت محور ترتیب کے مقابلے میں تفسیر فیض الفرید مقامی تدریسی ضرورتوں کو زیادہ واضح طور پر سامنے رکھتی ہے[52]۔

روح المعانی اپنی لغوی، نحوی، فقہی اور کلامی وسعت کے لیے معروف ہے[53]۔ تفسیر فیض الفرید میں بھی یہ عناصر موجود ہیں، لیکن دقیق اختلافات کو طویل کرنے کے بجائے ان سے نتیجہ اخذ کر کے عام قاری تک پہنچانا زیادہ نمایاں ہے[54]۔ اس لیے اس کی سادگی کو علمی کمی کے بجائے اس کے مقصد اور مخاطب کی روشنی میں دیکھنا چاہیے[55]۔

معارف القرآن کے ساتھ تفسیر فیض الفرید کی مماثلت یہ ہے کہ دونوں برصغیری معاشرے میں قرآن کو عملی زندگی سے جوڑتی ہیں[56]۔ فرق یہ ہے کہ معارف القرآن کا علمی و لسانی ماحول اردو ہے [57]جبکہ تفسیر فیض الفرید پشتون معاشرے، پشتو زبان اور مقامی مذہبی ذوق سے براہِ راست متعلق ہے[58]۔

تفسیر المنار اور فی ظلال القرآن کے ساتھ تقابل سے اصلاحی تفسیر کے مختلف رنگ سامنے آتے ہیں[59]۔ المنار میں اجتماعی و عقلی اصلاح، فی ظلال القرآن میں حرکی و ایمانی تشکیل[60]، جبکہ تفسیر فیض الفرید میں تدریسی، اخلاقی اور عوامی اصلاح کا مزاج غالب ہے[61]۔

نمایاں خصوصیات اور علمی محاسن:

تفسیر فیض الفرید کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی جامعیت ہے۔تفسیر قرآن بالقرآن، حدیث، آثار، لغت، نحو، فقہ، عقیدہ، تاریخ، سیرت اور اخلاق کو ایک ہی تفسیر میں جمع کیا گیا ہے۔ اس جامعیت کے باوجود عام فہمی کو برقرار رکھنے کی کوشش اس کا اہم علمی حسن ہے۔

دوسری نمایاں خصوصیت تدریسی تجربے اور تصنیف کا امتزاج ہے۔ طویل درسِ قرآن نے مصنفؒ کو یہ سمجھنے کا موقع دیا کہ مختلف علمی سطحوں کے مخاطبین کہاں وضاحت چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے ہاں سوال، مثال، توضیح اور عملی نتیجے کی صورتیں بار بار سامنے آتی ہیں۔

تیسری خصوصیت اصلاحِ فرد و معاشرہ ہے۔ قرآن کریم کے احکام کو ذاتی عبادت تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ معاشرت، حقوق، قیادت، ریاست اور اجتماعی ذمہ داری کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ اس سے تفسیر ایک زندہ نظامِ ہدایت کے طور پر سامنے آتی ہے۔

چوتھی خصوصیت علمی اور روحانی جہت کا امتزاج ہے۔ مصنفؒ کی صوفیانہ و تربیتی نسبت نے ان کے بیان میں تقویٰ، اخلاص، تزکیہ اور اصلاحِ باطن کو اہم مقام دیا، لیکن یہ جہت عمومی طور پر نصوص اور شریعت سے منقطع نہیں ہوتی۔[62]

تنقیدی ملاحظات:

تنقیدی مطالعے میں یہ ضروری ہے کہ تفسیر فیض الفرید کے محاسن کے ساتھ اس کی تحقیقی ضرورتوں کو بھی سامنے رکھا جائے[63]۔ سب سے اہم ضرورت احادیث و آثار کی جامع تخریج ہے، تاکہ پوری تفسیر میں روایت کے معیار اور مصنفؒ کے حدیثی منہج کا زیادہ قطعی تعین کیا جا سکے۔

دوسری ضرورت اس کے مصادر کی منظم نقشہ بندی ہے۔ یہ واضح کیا جانا چاہیے کہ کن مقامات پر کون سی سابق تفسیر، حدیثی کتاب یا فقہی ماخذ سے استفادہ کیا گیا اور کہاں مصنفؒ نے مستقل اجتہادی توضیح پیش کی۔ ایسا مطالعہ تفسیر فیض الفرید کے علمی شجرۂ نسب کو زیادہ واضح کرے گا۔

تیسری ضرورت اصل پشتو متن کی تحقیقی و تنقیدی اشاعت ہے جس میں آیات، احادیث، اشعار، اعلام اور مصادر کی مکمل indexing ہو[64]۔ اس سے یہ تفسیر جامعاتی تحقیق کے لیے زیادہ قابلِ اعتماد اور آسان الاستعمال بن سکے گی۔

نتائج تحقیق:

1۔ تفسیر فیض الفرید پشتو زبان میں ایک مفصل اور جامع تفسیری کاوش ہے جس کا مقصد صرف ترجمہ نہیں بلکہ قرآن کی علمی، اخلاقی اور عملی تفہیم ہے۔

2۔ اس کے منہج میں تفسیر بالمأثور اور محمود تفسیر بالرائے کے عناصر باہم جمع ہیں۔

3۔ قرآن بالقرآن، حدیث اور آثارِ سلف کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

4۔ لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق معنی کی توضیح کے لیے استعمال ہوتی ہے، نہ کہ محض فنی اظہار کے لیے۔

5۔ ربطِ آیات و سُوَر اور فضائلِ سُوَر کا اہتمام قرآن کے نظم اور روحانی تعلق دونوں کو تقویت دیتا ہے۔

6۔ اعتقادی مباحث میں نصوص اور عقلی توضیح کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

7۔ سیرت اور قصص کے واقعات سے اخلاقی اور اجتماعی نتائج اخذ کرنا اس تفسیر کے اصلاحی مزاج کو واضح کرتا ہے۔

8۔ عام قاری تک قرآن پہنچانے کی شعوری خواہش اس کے سادہ، تدریسی اور دعوتی اسلوب کی بنیادی وجہ ہے۔

9۔ قدیم و جدید مصادر سے استفادہ اس کے علمی افق کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے۔

10۔ تفسیر فیض الفرید کی جامعیت اس کے امتیاز کے ساتھ مستقبل کے تخصصی مطالعات کی ضرورت بھی پیدا کرتی ہے۔

تجاویز وسفارشات:

1۔ تفسیر فیض الفرید کا تحقیقی و تنقیدی ایڈیشن مرتب کیا جائے، جس میں اصل متن کی تصحیح، آیات و احادیث کی تخریج اور مکمل اشاریہ شامل ہو۔

2۔ تفسیر میں وارد تمام احادیث و آثار پر مستقل جامع تخریجی تحقیق کی جائے۔

3۔ فقہی منہج، اعتقادی فکر، نظمِ قرآن، سیرت، تصوف اور اصلاحِ معاشرہ کے پہلوؤں پر الگ ایم فل اور پی ایچ ڈی مطالعات کیے جائیں۔

4۔ اس کے اہم حصوں کا معیاری اردو، عربی اور انگریزی ترجمہ تیار کیا جائے تاکہ پشتو کے باہر بھی علمی استفادہ ممکن ہو۔

5۔ تفسیر فیض الفرید کے مصادر کا ڈیجیٹل نقشہ اور موضوعاتی اشاریہ تیار کیا جائے۔

خاتمہ

مجموعی طور پر تفسیر فیض الفرید مولانا غلام محمد صادقؒ کی طویل تدریسی، تفسیری اور اصلاحی زندگی کا علمی حاصل ہے۔ اس میں ماثور روایت، لغوی تحقیق، حدیث و سیرت، فقہی و اعتقادی استدلال، اخلاقی تربیت اور اجتماعی رہنمائی ایک دوسرے سے مربوط نظر آتے ہیں۔ پشتو زبان میں اس نوع کی جامع تفسیر قرآن فہمی کی مقامی روایت کو مضبوط کرتی ہے اور برصغیر کے معاصر تفسیری ادب میں ایک اہم علمی مقام کی مستحق ہے۔

حواشی

[1] ۔ .صادق، غلام محمد، فیض الفرید فی تفسیر القرآن المجید، چارسدہ، پاکستان: مکتبہ فیض الفرید،1431 ھ، ج1 ، ص156

[2] ۔ .صادق، غلام محمد، تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص168 ۔

[3] ۔ .صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج2 ، ص4 ۔

[4] ۔ .صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص544 ۔

[5] ۔ .صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص545 ۔

[6] ۔ .صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص549 ۔

[7] ۔ ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص550 ۔

[8] ۔ ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج9 ، ص1041 ۔

[9] ۔ ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص14 ۔

[10] ۔ ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص15 ۔

[11] ۔ ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص19 ۔

[12] ۔ ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص20 ۔

[13] ۔ صادق، غلام محمد، البیان الفرید فی علوم القرآن المجید،1427ھ، ص 168 وما بعدہا۔

[14] ۔ صادق، غلام محمد، البیان ،1427ھ، ص175 ۔

[15] ۔ احمد، حافظ رشید، ذاتی انٹرویو، چارسدہ، پاکستان، 7 جنوری2026ء۔

[16] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، دیباچہ، ص6 ۔

[17] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص85 ۔

[18] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص109 ۔

[19] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص156 ۔

[20] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص168 ۔

[21] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج2 ، ص4 ۔

[22] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص544 ۔

[23] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص545 ۔

[24] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص549 ۔

[25] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص550 ۔

[26] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج9 ، ص1041 ۔

[27] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص14 ۔

[28] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص15 ۔

[29] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص19 ۔

[30] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص20 ۔

[31] ۔صادق، غلام محمد، البیان الفرید ،1427ھ، ص 168 وما بعدہا۔

[32] ۔صادق، غلام محمد، البیان الفرید ،1427ھ، ص175 ۔

[33] ۔امام زرکشی، محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن، بیروت :دارالمعرفۃ،1376 ھ1957/ء، ج1 ، ص13 ۔

[34] ۔افغانی، شمس الحق، علوم القرآن، پشاور :تاج کتب خانہ، مباحثِ اصولِ تفسیر۔

[35] -Saeed, Abdullah, Interpreting the Qur'an: Towards a Contemporary Approach, London/New York: Routledge, 2006, pp. 1–20.

[36] -Rahman, Fazlur, Major Themes of the Qur'an, 2nd ed., Chicago: University of Chicago Press, 2009, pp. 1–16.

[37] -Mir, Mustansir, Coherence in the Qur'an: A Study of Islahi's Concept of Nazm in Tadabbur-i Qur'an, Indianapolis: American Trust Publications, 1986, pp. 1–15.

[38] -. Rippin, Andrew, The Qur'an and Its Interpretative Tradition, Aldershot: Ashgate, 2001, pp. 1–20.

[39] ۔ .احمد، حافظ رشید، ذاتی انٹرویو، چارسدہ، پاکستان، 7 جنوری2026 ء۔

[40] ۔ صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، دیباچہ، ص6 ۔

[41] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص85 ۔

[42] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص109 ۔

[43] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص156 ۔

[44] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، ص168 ۔

[45] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج2 ، ص4 ۔

[46] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص544 ۔

[47] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص545 ۔

[48] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص549 ۔

[49] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج4 ، ص550 ۔

[50] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج9 ، ص1041 ۔

[51] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص14 ۔

[52] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص15 ۔

[53] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص19 ۔

[54] ۔صادق، غلام محمد تفسیر فیض الفرید،ج1 ، مقدمہ، ص20 ۔

[55] ۔صادق، غلام محمد، البیان الفرید فی علوم القرآن المجید،1427ھ، ص 168 وما بعدہا۔

[56] ۔صادق، غلام محمد، البیان الفرید فی علوم القرآن المجید،1427ھ، ص175 ۔

[57] ۔ابو حیان، محمد بن یوسف الاندلسی، البحر المحیط فی التفسیر، بیروت :دارالفکر،1412 ھ1992/ء، ج1 ، ص346 ۔

58 ۔الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن، بیروت: دارالمعرفۃ،1376ھ/1957ء، ج1، ص13۔

59 ۔الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، قاہرہ: دارالحدیث،1422ھ/2001ء، ج1، ص471۔

60 ۔ الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، بیروت: دارالکتب العلمیۃ،1416ھ/1996ء، ج2، ص849۔

61 ۔ الماتریدی، ابو منصور محمد بن محمد، تأویلات اہل السنۃ، بیروت: دارالکتب العلمیۃ،1426ھ/2005ء، ج1، ص11۔

62 -Saeed, Abdullah, Interpreting the Qur’an: Towards a Contemporary Approach, London/New York: Routledge, 2006, pp. 1–20.

63 -Rahman, Fazlur, Major Themes of the Qur’an, 2nd ed., Chicago: University of Chicago Press, 2009, pp. 1–16.

64 ۔ احمد، حافظ رشید، ذاتی انٹرویو، چارسدہ، پاکستان، 7 جنوری2026ء۔